ع ۶۵۰۵
صراط ہدیٰ
ع ۶۵۰۶
راہ نجات

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ لاجواب از تصنیف منیف جناب مولوی ابو سعید محمد صوفی صاحب نقشبندی حنفی صاحب مسمیٰ

صراط ہدیٰ

حسب فرمائش جناب معلی القاب جناب نواب محمد رستم علی خان صاحب رئیس اعظم اکبرآباد

طبع فی المطبع اعجاز محمدی آگرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم

از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم گشت از لطف رب
بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

مکرم بندہ جناب محمد جانصاحب زاد لطفہ - السلام علیکم - آپکے سوال کا جواب جو مولوی منظور محمد صاحب نے دیا ہے خاکسار کی نظر سے گذرا جناب آپکا سوال تو دلچسپ ہے مگر افسوس جناب مولوی صاحب نے جواب مین نوک جھوک کر کے کسیقدر بے لطفی کر دی - مین جہانتک خیال کرتا ہون دینی امورات کے سوال وجواب مین چاہے سایل کی جانب سے ہو یا جوابدہندہ کی اس قسم کی نوک جھوک بے ادبی مین داخل ہے - دینی امورات کی تحقیق نہایت تہذیب کے ساتھہ ہونی چاہئے مین امید کرتا ہون کہ آیندہ کو جناب مولویصاحب اپنے منصب کا خیال فرما کر ایسی تحریر سے معاف فرماوینگے اس قسم کی تحریر کا نتیجہ سوائے نفسانیت کچھہ نہین اور نفس کا یہہ حال ہے کہ

نفس میخواہد کہ تا ویران کند | خلق را گمراہ و سرگردان کند

قرن قرن از نفس شوم بے ادب ٭ ناگہان اندر جہان میزد لہب ٭ اللہ تعالےٰ اس کافر نہانی کی سرکشی سے کل اہل اسلام کو بچاوے۔ آمین۔ خاکسار مولویصاحب کی اوس تحریر سے درگذر کر کے جو آتش نفس کو بھڑکانے والی ہے۔ اصل سوال وجواب کی نسبت عرض کرتا ہے۔ **قولہ** جنابمن گیارہوین حضرت پیران پیر کی قرآن اور حدیث فقہ اور اجماع سے ثابت نہین۔ اگر آپکو ثبوت کا دعوی ہے تو کوئی آیت یا حدیث یا قول مجتہد صاف صریح قطعی یا ظنی پیش کیجئے ہم تسلیم کرلین گے۔

اقول جناب مولانا صاحب آپنے تو اول ہی سے سوال دیگر جواب دیگر کا ڈہنگ ڈالکر مضمون سوال کو بطرز دیگر کر دیا حضرت سوال تو یہہ ہے (آپ تعین گیارہوین کا آیہ اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے ناجایز ہونا ثابت کیجئے) آپنے لفظ تعین کو جسپر سوال کا دار ومدار ہے نہین معلوم کس حکمت عملی کی غرض سے ترک کر کے محض گیارہوین کی بحث وہ بھی خلاف سوال شروع کر دی۔

اس سوال کا جواب انصافاً یون ہونا چاہیے تہا کہ تعین گیارہوین فلان آیہ یا حدیث وغیرہ سے ناجایز ہے۔ بجاے اسکے آپ یون فرمانے لگے کہ گیارہوین حضرت پیران پیر کی قرآن اور حدیث اور فقہ اور اجماع سے ثابت نہین۔ مین آپکی خدمت مین نہایت ادب سے عرض کرتا ہون کہ سایل کے سوال مین تعین گیارہوین کے جواز اور عدم جواز کی بحث ہے گیارہوین کے ثبوت اور عدم ثبوت کا ذکر نہین آپنے سایل کے سوال کی طرف توجہ نہین فرمائی۔ ورنہ ممکن نہین تہا کہ آپ جیسے ذیعلم جواز اور ثبوت مین فرق نفرماتے۔ اب مجھکو زیبا نہین کہ مین آپ جیسے حضرات کے حضور مین ان لفظون کا فرق عرض کرون آپ خود جانتے ہین۔ ہان اسقدر ضرور عرض کرتا ہون کہ اگر آپنے سوال کیطرف توجہ نہین فرمائی تو آیندہ کو عنایت فرماکر لفظ لفظ پر غور فرمایا کیجئے۔ اور اگر یہہ طرز کسی حکمت عملی کیوجہ سے اختیار کی ہے تو اسکو منصف مزاج لوگ پسند

نہین کرتے جہانتک ممکن ہو اس انداز کو ترک فرمائے۔ سوال کا جواب صاف اور صریح الفاظ
مین عنایت فرمایا کیجئے۔ علاوہ اسکے سائل تو خود جناب سے سوال کرتا ہے اور جناب
سائل سے یون فرمانے لگے کہ اگر آپ کو ثبوت کا دعوی ہے تو کوئی آیت اور حدیث
وغیرہ پیش کیجئے۔ مولانا صاحب یہہ تو کوئی طریقہ نہین انصافاً یہہ طریقہ بحث آپکا خلاف
طریقہ اور جواب آپکا نا مکمل ہے بیشک اسی قسم کی بحث کو بلا سبب طول ہوا کرتا ہے۔
اور اسی قسم کی گفتگو کو انصاف پسند لوگ ناحق کی تو تو مین مین کہا کرتے ہین سوائے اسکی
نہ سائل کا اطمینان ہوتا ہے اور نہ دیگر طالبان حق کی دلجمعی۔ لیجئے اب مین کچھہ عرض
کرتا ہون جناب مولانا صاحب اس قسم کے مسائل مین ایک مدت سے خیالی اور ظنی
امورات پر بحث کو طول ہو رہا ہے اور باعث طول عدم واقفیت ہے یا نفسانیت شعر
جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ٭ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ٭ ماننا نہین گیارہون
وغیرہ کی حالت بعینہ اوس شخص کی سی ہے کہ جو کہ بندہ خدا پر اسوجہ سے اعتراض کرے
کہ اوسنے یون کیون کہا کہ مین نے شاہجہان کی مسجد مین نماز پڑہی ہے۔ یون کیون نہین
کہتا کہ خدا کی مسجد مین نماز پڑہی ہے۔ ایسی حالت مین ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ معترض
غلطی پر ہے۔ کیونکہ ہر مسجد خانہ خدا ہے مگر یہہ بہی ضرور ہے کہ بنوانے والون کے
نام سے نامزد ہوتی ہے تو اس قسم کے نامزد ہونے سے مسجد خانہ خدا ہونے سے
خانہ بندہ نہین ہو سکتی۔ یہہ معترض صاحب کی بدگمانی ہی بدگمانی ہے۔ اصل حال
یہہ ہے کہ گیارہوین بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایسی ہی اور بہت سی نذرین
ہین جنکے موجد کسی ہیئت خاص کے ساتھہ اکابر اولیا رضی اللہ عنہم ہوئے ہین اور وہ
اسوقت تک اونہی کے نام سے نامزد ہین جنکو بدگمان لوگ جنکا عمل ظنوا المومنین خیراً
(گمان کرو مومنون کو اچھا) پر نہین ہے۔ اونہی کی نذر سمجھکر نذر غیر اللہ مین داخل
کرتے ہین اور کفر اور شرک تک نوبت پہونچا دیتے ہین فی نفسہ یہہ تمام نذرین جو اولیا اللہ

کے نام سے نامزد ہین محض نذر اللہ ہین۔ اگر تمام دنیا کے مانعین گیارہوین وغیرہ جمع ہو کر مجوزین
گیارہوین کی کسی کتاب سے اپنی بدگمانی کا ثبوت دینا چاہین گے تو ہرگز نہ دیسکین گے۔ یعنی
مجوزین کی کسی کتاب سے یہہ ثابت نکرسکین گے کہ گیارہوین وغیرہ نذر اللہ نہین محض نذر بزرگونکی
ہی نذر ہے مانعین محض گمان ہی پر کچہہ کا کچہہ خلاف واقع بیان کرکے بندگان خدا کو نذر
اللہ سے باز رکہتے ہین اور خود مانع خیر مین داخل ہوتے ہین۔ کیفیت اسکی یہہ ہے کہ نذر اللہ
بہرحال جائز اور ایفا اوسکا واجب اور نذر غیر اللہ بہرطور ناجائز اور ایفا اوسکا منع ہی چنانچہ اسکی
کیفیت قرآن اور حدیث اور فقہ مین بالتفصیل موجود ہی جسکا دل چاہی دیکہی یہان اسموقع پر مختصر طور سے عرض
کرتا ہون کہ نذر چار طرح پر ہوا کرتی ہی اول نذر طاعت مین جیسے نماز روزہ وغیرہ اس کا
ایفا واجب ہی۔ دوسری نذر معصیت مین جیسے چوری وزنا وغیرہ اسکا ایفا ناجائز ہے
تیسرے نذر مکروہ مین جیسے نوافل وافعال مباح کا چہوڑ دینا اسکا ایفا بہی نہین چاہیے
چوتہی نذر مباح مین۔ اور نذر مباح کی پانچ قسمین ہین۔ اول یہہ کہ کوئی شخص
اپنے دلمین یون نیت کرے کہ اے اللہ اگر میرا فلان کام بر آوے گا تو مین اسقدر نقد
یا جنس یا روزہ نماز وغیرہ ادا کرونگا۔ یہہ بالاجماع جائز ہے دوسرے یہہ کہ کوئی
شخص یون نیت کرے کہ یا اللہ بطفیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بہ برکت
فلان ولی میرے فلان کام کو درست فرما تو مین اسقدر نقد یا جنس وغیرہ فقیرون کو
تقسیم کرونگا یہہ بہی بالاتفاق جائز ہے تیسرے یہہ کہ کوئی شخص بطریق اویسیہ
کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کی روح مبارک کی طرف متوجہ ہو کر یون عرض کرے کہ میرے
فلان کام کی اسلوبی کیواسطے بدرگاہ مجیب الدعوات دعا فرمائے بعد حصول مراد مین
اسقدر نقد یا جنس یا کہانا وغیرہ اللہ واسطے تقسیم کرکے اوسکا ثواب آپکی روح کو بخشونگا
یہہ بہی بزرگان دین کے نزدیک جائز ہے چوتہے یہہ کہ کوئی شخص یون نیت کرے
کہ یا اللہ اگر میرا فلان کام بر آوے گا تو مین تیرے فلان نبی یا فلان ولی کے مرقد

مبارک کے خدام اور مسافرون کو اسقدر نقد یا جنس یا کہانا کہلاؤنگا۔ یہہ بہی سبکے نزدیک جایز ہے پانچوین یہہ کہ کوئی شخص یون نیت کرے کہ یا اللہ اگر میرا کام بر آوے گا تو مین فلان ولی اللہ کے مزار کی مرمت کراؤنگا۔ یا فلان ولی اللہ کے مزار کی روشنی کیواسطے روغن بہیجون گا۔ یا فلان مسجد کیواسطے فرش دری یا بوریہ دونگا۔ اس قسم مین اختلاف ہے بعض نے اس نذر کو صحیح نہین مانا۔ اور بعض کے نزدیک یہہ نذر بہی صحیح ہے اب اگر انصاف کی آنکہہ سے دیکہا جاوے تو یہی قسمین نذر کی رایج ہین اور انہی اقسام مین سے ہر شخص حسب حال اپنے کسی نہ کسی قسم کی نذر کرتا ہے جسکو بدگمان لوگ بوجہ اپنی بدگمانی کے داخل نذر غیر اللہ کردیتے ہین۔ نذر اللہ اور نذر غیر اللہ مین تمیز نہین کرتے نذر غیر اللہ کی یہہ صورت ہے۔ کہ کوئی شخص کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کے مزار مقدس پر حاضر ہوکر یون عرض کرے کہ اے نبی اللہ اور اے ولی اللہ مجہکو اولاد دو یا میرے مال مین برکت کرو تو مین تمہاری اسقدر نذر دونگا۔ اگر اس شخص کا عقیدہ بہی یہہ ہی ہے کہ یہہ نبی اللہ اور ولی اللہ خود بالذات اور بالاستقلال اولاد دینے والے اور مال مین برکت کرنیوالے ہین تو یہہ نذر بالاجماع اور بالاتفاق شرک ہے۔ اور شئے منذور کا کہانا حرام ہے۔ اب مین جناب مولوی صاحب کے خدمت مین عرض کرتا ہون کہ گیارہوین وغیرہ مین وہ کیا شئے ہے جو مکروہ یا حرام ہے اور وہ کون فعل ہے جو شرک اور کفر ہے۔ آپنے اپنی تحریر سابق مین۔ ایک قسم کی گیارہوین کو جایز لکہا ہے اور ایک قسم کو شرک چنانچہ مین ابہی اقسام جایزہ کو بہی لکہہ آیا ہون اور قسم شرک کو بہی اب اگر آپ اپنے دعوے کے سچے اور علم کے پکے ہین تو عنایت فرماکر مجوزین گیارہوین وغیرہ کے کسی ایک کتاب ہی سے اسکا ثبوت عنایت فرمایئے کہ فلان کتاب مین فلان بزرگ نے یون لکہا ہے کہ یہہ نذر محض بڑے پیر صاحب ہی کے نذر ہے اور ہم بڑے پیر صاحب ہی کو

مستقل حاجت روا اور مشکل کشا جانکر اونسے استعانت اور امداد چاہتے ہین
اور بعد حصول مراد اون ہی کی نذر کرتے ہین۔ جناب مولویصاحب اگر آپ
اپنے دعویکا ثبوت پیش فرماوینگے تو مین بیشک آپکو سچا مسلمان اور عالم حقانی
سمجھکر آپکی پیروی اختیار کرونگا۔ اور بصورت دیگر کیا عرض کرون۔ مین دعوی
سے کہتا ہون کہ جسوقت جناب اپنے دعوی کا ثبوت کسی کتاب سے پیش کرینگے
تو اوسوقت مین بہی ان تمام نذرونکو جو اولیا اللہ نے ایجاد کی ہین اور بوجہہ ایجاد
وہ اونہین کے نام سے نامزد ہین اونہین کی تالیفات اور تصنیفات سے انکا نذر
اللہ ہونا ثابت کر دکہاؤنگا اسوقت مجھکو ضرورت نہین کہ مین قبل از وقت اسکا ثبوت
دیکر اپنا وقت ضایع کرون اسوقت ثبوت آپکے ذمہ ہے آپ ثابت فرمائے کہ
کہ فلان کتاب مین گیارہوین کو بہیئت نذر غیر اللہ لکھا ہے۔

باقی رہا قضیہ تعین سو وہ بہی نذر اللہ مین خواہ تعین وقت ہو خواہ تعین جا یا تعین شے
منذور جایز ہے۔ کیونکہ شارع علیہ السلام کی جانب سے نذر اللہ مین اس قسم
کی تعین و تقرر کا ہونا ثابت نہین یہہ کل تعین نذر کرنیوالے کی نیت پر منحصر ہین چنانچہ
اسکی نظیر احادیث مین موجود ہے۔ روایت ہے عمرو بن شعیب سے کہ نقل کی اپنے باپ سے
اوسنے نقل کی اپنے دادا سے یعنی عبداللہ بن عمر سے یہہ کہ ایک عورت نے کہا
یارسول اللہ تحقیق مین نے نذر مانی ہے کہ بجاؤن مین دف آپکے روبرو وقت آنے
آپکے جہاد سے۔ فرمایا پوری کرلے نذر اپنی۔ نقل کی یہہ ابوداؤد نے اور زیادہ
رزین نے کہ کہا اوس عورت نے اور نذر مانی ہے مین نے یہہ کہ ذبح کرون بیچ
فلانے اور فلانے کے وہ مکان کہ ذبح کرتے تہے اوسمین جاہلیت کے لوگ پس
فرمایا حضور نے کیا تہا اوس مکان مین کوئی بت جاہلیت کے بتونمین سے۔ کہ پوجا
جاتا تہا۔ عرض کیا اوس عورت نے کہ نہین۔ پہر فرمایا حضور نے کیا تہا اوس مین

کوئی سیلا۔ میلون اونکے سے عرض کیا اوسنے کہ نہین فرمایا حضورؐ نے کہ پوری کر نذر
اپنی۔ اس روایت مین ہر قسم کا تعین موجود ہے کہ وہ شارع علیہ السلام کی جناب سے نہین
بلکہ اوس عورت نذر کرنیوالی کی جانب سے پائے جاتے ہین۔ علاوہ اسکے اس روایت
سے یہہ بہی ثابت ہوگیا کہ نذر کرنے ایسے اشیا مین جنکو شریعت نے مباح کیا ہی
مباح ہے۔ کیونکہ شارع علیہ السلام نے دف بجانے کی نذر کو ادا کرنیکا حکم فرمایا
ہے۔ دف بجانا شرعًا طاعت مین داخل نہین مباح مین داخل ہے۔ سوا اسکے
اس روایت سے دف بجانا بہی مباح معلوم ہوا۔ ثواب گیارہوین وغیرہ کا جو فی نفسہ
نذر اللہ مین داخل ہین تعین وقت اور جا اور شئے منذور کے ساتہہ ادا کرنا ثابت ہوگیا
اسموقع پر مین یہہ بہی ثابت کرتا ہون کہ جسقدر تعین اور تقرر امورات دینی اور دنیوی
مین کتاب اور سنت سے ثابت ہین اونکے علاوہ جسقدر تعینات اور تقررات صلحاء
امت کی طرف سے ہوئے ہین اور تا قیامت ہونگے ادلہ شرعیہ مین داخل ہین نہ کہ
بدعت ضلالت مین جیسا کہ فی زماننا بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ علاوہ کتاب اور
سنت کے تعینات اور تقررات کے کل بدعت ضلالت مین داخل ہین۔ اصل حال
یہہ ہے کہ اللہ تعالے جلشانہ نے عبادت کو علت تخلیق جن وانس فرمایا ہے ع
ما خلقت الجن والانس بخوان + جز عبادت نیست مقصود از جہان۔ اور نتیجہ عبادت عرفان
ہے اور معرفت۔ اور معرفت حق تعالے اصل ہے جمیع معارف یقینی اور عقاید دینی
کے اور وجوب واجبات شرعیہ کی ترتیب معرفت ہی پر منحصر ہے اگرچہ حصول معرفت
کے طریق بیحد اور بیعد ہین لیکن اکابر دین نے معرفت کو دو قسم پر منقسم کیا ہے۔ استدلالی
و کشفی۔ اور معرفت کا حاصل ہونا خواہ وہ کسی قسم کی ہو بلا واسطہ انبیاء علیہم السلام
محال ہے۔ کیونکہ اس عالم اسباب مین اوس مسبب الاسباب نے اپنی سنت
یونہی جاری کر رکھی ہے۔ کہ سلسلہ توالد وتناسل بلا ازدواج والدین نہین ہوتا۔

اگرچہ قدرت مین اوسکی ہے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کر دیا۔ مگر عادتاً ممتنع
ہے۔ ایسے ہی بغیر اتحاد و صحبت و عنایت و شفقت انبیا علیہم السلام و اولیاء کاملین کے
رضی اللہ عنہم کی تولید حقیقی یعنی حصول معرفت نہین ہو سکتا۔ اگرچہ اوسکی قدرت مین یہہ
بھی داخل ہے جیسے کہ بعض مجذوبون کو کمال حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر سنت اللہ یونہی
جاری ہے کہ بلا واسطہ اولیاء رضی اللہ عنہم و انبیا علیہم السلام کے حاصل ہونا معرفت
کا محال عادی و ممتنع ہے۔ پس اوس مسبب الاسباب نے جب تک چاہا تعلیم معرفت معرفت
انبیا علیہم السلام کے جاری رکھی یعنی آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم النبیین محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ہر زمانہ مین انبیا علیہم السلام رونق افروز عالم رہے اور
بندگان خدا کو اقوال و افعال و عادات و عبادات و رسومات و معاملات و اعتقادات
ظاہری و باطنی کی راہ مستقیم بتاتے رہے۔ اور سعیدان ازلی امتکے نور نبوت اور اثر
صحبت اور جذب باطنی اور دعائے سحری کی وجہ سے معرفت حقیقی اور ولایت
مطلق اور خلافت ظاہری و باطنی و وراثت نبوت و امامت سے مشرف ہوتے
رہے۔ آخر کار یہہ منصب نبوت مع جمیع کمالات نبوت ہمارے بادشاہ محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ یعنی وہ تمام کمالات جو دیگر انبیا علیہم السلام کو جدا
جدا عطا ہوئے تھے۔ وہ کل ذات محمدی ہی مین جمع ہوئے ؎ حسن یوسف دم عیسیٰ ید
بیضا داری ٭ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ٭ علاوہ اسکے کل کمالات کارخانہ
نبوت کے حضور ہی کی ذات پر بہمہ وجوہ ختم ہوئے۔ قفلہائے ناکشادہ ماندہ بود ٭
از کف انا فتحنا بر کشود ٭ تو گویا ختم نبوت اور تشریع شریعت تو ذات پاک صاحب
لولاک پر ختم ہوگئے۔ اب قیامت تک کوئی صاحب شریعت نہو گا اور عادت الٰہی و حکمت
الٰہی مقتضی اسکی ہے کہ بلا محبت و اتباع انبیاء علیہم السلام حصول معرفت ممکن نہین
اسلئے اوس پاک بے نیاز نے واسطے اجرا اپنی حکمت کاملہ کے اپنے بندون کو

یون حکم فرمایا یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ یعنی اے
ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور سردار کی جو تم مین
سے ہوئے۔ اور ایسی ہی اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اطاعت کرو اپنے
سردار کی۔ گویا اسمین بشارت ہے اسبات کی کہ اے میرے بندو مین نے اگرچہ
تمہارے سردار محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو تم مین سے اوٹھا لیا ہے مگر تمکو بے سرا
نہین چھوڑا ہے تمہاری رہنمائی کے واسطے صاحبان امر یعنی نائبان رسول اور
وارثان نبی تا قیام قیامت قایم رہین گے۔ پس بہر دورے ولی قایم است ؛ تا قیامت
آزمایش دایم است ؛ اور اسی طرح سے اپنے محبوب محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی تسکین فرمائی۔ مصطفٰے را وعدہ کرد الطاف حق ؛ گر بمیری تو نمیرد این سبق ؛ من ترا
اندر دو عالم حافظم ؛ طاغیان را از حدیث رافضم ؛ کس نیابد بیش وکم کردن درو ؛
تو بہ از من حافظ دیگر مجو ؛ یہہ حفاظت خداوندی گویا رحمت خاص ہے اپنے بندونپر کہ
وہ خود اوس وسیلہ کا جسکے ذریعہ سے اوسکے بندے اوسکے وصال سے مالا مال ہوتے
رہتے ہین محافظ ہے۔ سبحان اللہ یہہ محافظت ایک رمز لطیف رکھتی ہے۔ حافظ شیرازی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ پرتو معشوق اگر افتاد بر عاشق چہ شد ؛ ما بہ و محتاج بودیم او بما مشتاق بود
مولانا معنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ گر نباشد عشق را پرواے او ؛ او چو مرغے ماند بے پروا اوتم
پر و بال ما کمند عشق اوست ؛ موکشانش میکشد تا کوے دوست۔ اور حدیث قدسی کُنْتُ
كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ اس مضمون کی شاہد ہے اور خواجہ معینی فرماتے
ہین۔ حسیت یحبہم و یحبونہ چیست ؛ گر نیست ابتدائے محبت از انطرف ؛ تحقیق اسکی یہہ ہے
کہ ذات پاک حق سبحانہ بحد ذات خود عالم و عالمیان سے مستغنی ہے اور یہہ ہے
مگر باوجود استغنائے ذاتی ظہور متقاضی اسکا ہے کہ مظاہر رنگارنگ کا تا ظہور ظاہر
قیام رہے اور کمال ذاتی اوسکا اصلا محتاج نہین مگر چونکہ ظہور اسمار الہی موقوف ہے

ظہور خلق ہو۔ اسلیئے اوس خالق نے خلق کو پیدا کیا اور اسمین سے حضرت انسان کو جو جامع
جمیع حقایق اسمائیہ وکونیہ ہے آئینہ جمال خود بنایا تاکہ صفت محبوبیت اور معشوقیت کا
مشاہدہ فرماوے اسلیئے حق سبحانہ عشق اور محبت سے موصوف ہوا۔ پس انسان کامل
اسی جمعیت کے باعث مستحق خلافت ہوا اور خلیفہ کے واسطے یہہ شرط لازمی ہے کہ
خلیفہ وہ ہی ہوتا ہے جو اون تمام صفات سے متصف ہوتا ہے جنسے خلیفہ کرنے والا
متصف ہو چنانچہ اکابر دین کا اسپر اتفاق ہے کہ انسان کامل سوائے وجوب ذاتی
کے کل اسما و صفات سے متصف ہوتا ہے اسکی تفصیل دراز ہے حاصل کلام یہہ
ہے کہ خلیفہ برحق مظہر اتم اور آئینہ جمال حق ہے یہہ ہے مظہر اتم مقصود ایجاد موجودات
ہے یہہ ہی شایان لولاک لما خلقت الافلاک ہے۔ یہہ برزخ کبرا اور وسیلہ عظمی ہے
یہہ ہی نبی الانبیا اور یہہ ہی خاتم الانبیا ہے۔ یہہ ہی مقیم مقام دنی یہہ ہی مسافر او ادنی
ہے یہہ ہی قابل خلعت فاوحی یہہ ہی محرم اسرار ما اوحی ہے۔ سبحان اللہ۔

اوست ایجاد جہان را واسطہ ؎ درمیان خلق و خالق رابطہ ؎ شاہباز لامکانی
جان او ؎ رحمۃ للعالمین در شان او ؎ عارف اطوار سر جزو کل ؎ خلق اول روح
اعظم عقل کل ؎ علت غائی زاخر کن فکان ؎ نیت غیغواتِ آن صاحب قرآن ؎
رہنمائے خلق ہادی سبل ؎ مقتدائے انبیا ختم رسل ؎ اے برادران دینی ہمارے
ہی بادشاہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے جو ازل سے
ابد تک باعث فیض عالم و عالمیان ہے۔ نہ کسی نبی علیہ السلام کو نبوت نہ کسی رسول
علیہ السلام کو رسالت نہ کسی ولی رحمۃ اللہ علیہ کو ولایت بغیر وسیلہ آنحضرت ملی
ہے نہ ملے گی۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ جسطرح حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جامع جمیع حقایق و کمالات ہے ویسے ہی نبوت بھی آپکی جامع جمیع مراتب نبوت ہے
جسقدر انبیائے سابقین گذرے ہین اون کل حضرات علیہم السلام نے نور نبوت مشکوۃ

خاتم النبیئین صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے حاصل کیا ہے پس ہر نبی علیہ السلام نے
دعوت خلق بدین وطریق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر کی ہے۔ گویا ہر نبی علیہ السلام کی
شریعت حقیقت مین شریعت محمدی ہی تہی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور بعثت ہر نبی علیہ السلام
کی ہر وقت مین اور ہر زمانہ مین موافق استعداد قوم اور اہل زمانہ کے ہوتے رہے
اور ہر زمانہ کے اہل زمانہ اپنے اپنے استعداد کے موافق نبی وقت سے سبق معرفت
حاصل کرتے رہے یعنی آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک کوئی
زمانہ انسان کامل و مظہر کامل اور خلیفہ برحق سے خالی نہین رہا۔ یعنی جب تک اللہ تعالےٰ
نے چاہا بذریعہ انبیاء علیہم السلام اپنے بندونکو اپنی طرف بلایا جب زمانہ اون حضرات کے
ظہور کا آیا جنکی استعداد کامل تہی اور جنکی ذات پر تکمیل کارخانہ ظہور منحصر تہے تب
آپنے مظہر کامل یعنی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور فرمایا جسطرح سے ذات
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل ظہور عالم اور بعد آفرینش آدم علیہ السلام حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک حضرات کامل الاستعداد یعنی انبیا علیہم السلام کو تعلیم
نبوت فرمائی اوسیطرح سے اس عالم مین رونق افروز ہوکر اون حضرات کو جنکی استعداد
کامل تہی سبق معرفت پڑہاکر درجہ خلافت اور مقام ولایت سے مشرف فرمایا اور
بعد تکمیل دین یعنی اکملت لکم دینکم سے مخاطب ہوکر اور اوس خلافت کو بحکم حق جو
معرفت انبیا علیہم السلام کے چلی آتی تہی اولیاء امت رضی اللہ عنہم کے سپرد فرماکر
تشریف فرما اوس عالم کے ہوئے۔ یعنی جو خلافت معرفت انبیا علیہم السلام کے قایم
ہوتی چلی آتی تہی بعد تشریف بری حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تا تشریف آوری عیسیٰ
علیہ السلام کے اولیاء امت مرحومہ کے ذریعہ سے قایم رہے گی۔ کیونکہ قیام عالم
وعالمیان محض خلیفۃ اللہ ہی کے قیام پر منحصر ہے۔ جسوقت خلیفۃ اللہ زمین پر نہوگا
یعنی کوئی خدا کا نام لینے والا زمین پر نرہے گا قیامت قایم ہوجاویگی۔ پس ہر دورے (آخ)

کے جیسا کہ مین اوپر لکھہ آیا ہون یہہ ہی معنی ہین - اور وہ یہہ ہی سبق ہے جسکی حفاظت
کا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالے جلشانہ نے فرمایا ہے گر بمیری
تو نمیرد این سبق پس جسطرح نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع جمیع کمالات نبوت
ہے ویسی ہی ولایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات ولایت ہے جیسے
انبیا علیہم السلام نے نور نبوت مشکوٰۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کر کے بندگان
خدا کو فیض سے معمور فرمایا ویسے اولیا رضی اللہ عنہم نور ولایت مشکوٰۃ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کر کے تشنگان معرفت کو سیراب کرتے ہین - پس جسطرح
ہر نبی علیہ السلام کی شریعت حقیقت مین شریعت محمدی ہی صلی اللہ علیہ وسلم تھی ویسے
ہی ولایت ہر ولی کی اور اوسکا اجتہاد عین شریعت محمدی ہی ہے صلی اللہ علیہ وسلم -
اللہ اکبر خلیفۃ اللہ اور نایب رسول اللہ کی بڑی شان ہے - خلیفۃ اللہ کیا ہے سایہ
رب العالمین ہے - سایہ یزدان بود بندہ خدا + مردہ این عالم و زندہ خدا ؎ ہمسایہ
انبیا مرسلین ہے - چونکہ دست خود بدست او دہی ؎ پس ز دست اکلان بیرون جہی ؎
کو نبی وقت خویش ست اے مرید ؎ تا ازو نور نبی آید پدید ؎ ہمنشین ملایکہ مقربین ہی
ہین کہ اسرافیل وقتند اولیا - مردہ را زیشان حیات ست و نما ؎ باعث احیاء دین ہی
گر نہ بینا یان بدندے و شہان ؎ جملہ کوران مردہ اندے در جہان ؎ دل اوسکا عرش
رحمن ہے - گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است ؎ من نگنجم ہیچ در بالا و پست ؎ در دل
مومن بگنجم اے عجب ؎ گر طلب داری دران دلہا طلب ؎ غصہ اوسکا غصہ کبریائی
ہے - خشم مر بنجے نباشد خشم او ؎ منقلب او غالب و مغلوب جو ؎ معارضہ اوسکا
معارضہ تقدیر اور مخالفت اوسکی مخالفت رب قدیر ہے - بندگان را ابد لابد کہ خواہد
مشکہا شان پر ز آب جوے او ؎ غرضکہ بعد تشریف بری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے منصب خلافت کا اسطور سے انتظام قایم ہے کہ خلیفۃ اللہ اور نایب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم تا قیام قیامت فیض حاصل کرکے بندگان خدا کو فیض پہچاتے رہین گے۔
چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی خبر کو باین طور فرمائی ہے کہ میری
تابعدار بہت ہون اسلئے کہ قرآن میرا معجزہ ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اور
خود اللہ تعالے جلشانہ ہی اسکا محافظ ہے۔ من کتاب و معجزت رار افہم۔ بیش وکم کن
راز فترتان وافہم۔ نتیجہ اوس کل کا یہہ ہے کہ بعد ختم نبوت اور تشریع کے تشریع اجتہادی
باقی رہی اور اس تشریع اجتہادی کا تعلق خلیفۃ اللہ اور نایب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات سے ہے۔ کیونکہ انتظام عالم دینی ہو یا دنیوی ظاہری ہو یا باطنی
اوسیکی ذات سے متعلق ہے۔ اگر اسکی تفصیل کرتا ہون تو دفتر چاہیے صرف مولوی
محمد اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفا کرتا ہون مولوی صاحب
نے اپنے رسالہ امامت کے صفحہ ۹۸ پر مشکوٰۃ شریف سے ایک حدیث نقل کرکے
اوسکے معنی یہہ لکھے ہین ملک شام مین ابدال ہوتے ہین اور وہ چالیس ہوتے ہین۔
جب کوئی انمین سے مرتا ہے قایم کرتا ہے اللہ تعالے بجائے اوسکے دوسرا اور
برستا ہے مینہ اونکی برکت سے اور انتظام لیتے ہین مسلمان اونکی امداد سے کافرون
سے اور محفوظ رہتے ہین اہل شام اونکی برکت سے عذاب سے۔ اہل تصوف نے ان
حضرات کی تحقیق نہایت طول طویل کی ہے اوسکی ضرورت نہین خلاصہ یہہ کہ تمام
عالم مین خلیفۃ اللہ ہی کا فیض جاری اور ساری ہے۔ علماء ظاہری بذریعہ ملکہ علمی اور
بامداد خلیفۃ اللہ حسب ضرورت وقت اور انقلاب زمانہ موافق اصول شریعت بعض
امورات دینی اور دنیوی مین تغیر اور تبدل کرکے نئی صورت سے جدید تعینات اور
تقررات کرتے رہتے ہین اور یہہ تغیر اور تبدل حقیقت مین نہین بلکہ حسب استعداد
اہل زمانہ موافق اصول شریعت کے ہوتا ہے اسلیے اسکو بھی عین شریعت کہا گیا
ہے اور اسکے منکر کو بے دین۔ کیونکہ یہہ حضرات صاحبان امر مین داخل ہین یہہ حضرات

بہ پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ علم نہایت صالح اور پڑتال کے ساتھہ کتاب
اللہ اور سنت رسول اللہ کے اصول کے موافق حسب ضرورت وقت نئے کام اور
جدید احکام مین حکم کرتے ہین اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ حکیم علی الاطلاق نے بہت سے
احکامات کو بوجہ انقلاب زمانہ خلیفۃ اللہ ہی کی رائے پر منحصر چھوڑا ہے۔ اگر اونکی تفصیل
کی جاوے تو ایک دفتر چاہیے منجملہ اونکے ایک یہہ امر ہے کہ چاہے کوئی شخص کیسی
ہی عبادت اور ریاضت کیون نکرے تا وقتیکہ خلیفۃ اللہ کی خواہ وہ نبی وقت ہو یا
ولی وقت اطاعت نکریگا اور اوسکی غلامی مین داخل نہوگا اور اوسکے حکم کی
پیروی نکریگا مردود ہی مریگا چنانچہ فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
جو مرتا ہے بلابیعت کے وہ مرتا ہے جاہلیت کا مرنا۔ بے عنایات حق و خاصان حق ؛؛
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق ؛؛ علاوہ اسکے صحت جمعہ اور اعیاد اور جہاد اور حدود
اور تعزیرات سب رائے خلیفۃ اللہ پر منحصر ہین۔ اور خلیفۃ اللہ ان تمام احکامات مین
موافق اصول شریعت کے اپنی رائے سے حکم کرتا ہے اور اوسکا حکم حکم شرعی کیا
جاتا ہے۔ چنانچہ مولوی اسمعیل صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ امامت مین
لکھا ہے۔ احکام امام کو احکام شرعیہ مین شمار کرنا چاہیے۔ اسمقام پر وہ لکھتے ہین کہ
شریعت عبارت ہے اوس مجموعہ سے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور احکام
خلیفۃ اللہ سے مستفاد ہو۔ پس جیسے کتاب اور سنت اصول دین متین ہے ویسے ہی حکم
امام بھی اولہ شرعیہ ہے اونکے نزدیک ایمان بہ کتاب اللہ اول اور ایمان برسول اللہ
ثانی اور یقین بخلیفۃ اللہ ثالث ہے۔ پس ظاہر ہوگیا کہ اجتہاد مجتہدین رضی اللہ عنہم اولہ
شرعیہ بلکہ عین شریعت ہے اوسپر عمل کرنا واجب ہے اور اعراض کرنا بے دینی۔
اسیطرح سے مجتہدان باطنی کا حال ہے کہ وہ حضرات بھی بالہام حق و باشارہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اون احکامات شرعیہ کو جنکا حسب ضرورت وقت اور انقلاب زمانہ

اونکے اجتہاد پر مقرر ہونا منحصر چھوڑ گیا تھا نئی صورت سے ایجاد کرتے ہین اور یہہ ایجاد
اونکی عین شریعت محمدی ہے ہوتی ہے کیونکہ اون احکامات کا تقرر بحکم حق اونہی کی
ذات پر چھوڑ گیا تھا۔ جیسے کتاب اللہ مین محض حکم نماز ہے مگر اوسکے تعین اوقات اور
عدد رکعات اور سایر ارکان کو ذات محمدی پر منحصر چھوڑا تھا چنانچہ تمام کیفیت اوقات
نماز اور تعین رکعات وغیرہ کی احادیث مین صاف اور صریح طور سے موجود ہے
کہ نماز معراج المومنین ہے اور یہہ بھی موجود ہے کہ نماز ایسے پڑھو کہ گویا تم خدا
کو دیکھتے ہو اور جو ایسے نہو سکے تو یون خیال کرو کہ گویا تمکو خدا دیکھتا ہے سوائے
اسکے اور کسی قسم کی تشریح با تصریح حقیقت نماز کی کتاب اور سنت مین نہین
پائی جاتی ہے اور وجہ نہ پائے جانے کی یہہ ہے کہ اُسوقت کے اہل زمانہ کو
اسکی ضرورت نہین تھی کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو محض ببرکت صحبت رسول اللہ
حقیقت نماز منکشف تھی جب وہ دور گذر گیا نائبان رسول خدا نے بالہام
حق حقیقت نماز کی کیفیت اپنی اپنی کتابونمین درج فرمائی اور اوسکے حصول
کے واسطے نئے نئے اشغال اور اذکار اور افکار اور چلہ کشیان ایجاد فرمائین
جنکے ذریعہ سے اونکے زمانہ کے اہل زمانہ کو حقیقت نماز سے جو صحابہ رضی اللہ
عنہم کو محض بوجہ صحبت حاصل تھی آگاہی ہوئی اور معراج المومنین کے لطف
سے ذایقہ پایا۔ اور مقامات عالیہ سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ مولانا جامی اور
دیگر حضرات نے اپنی اپنی تصانیف مین یہہ ظاہر کیا ہے کہ ایک عرصہ تک یہہ
علم جسکا تعلق حقیقت سے ہے سینہ بسینہ رہا۔ مگر ایک عرصہ کے بعد جبکہ بغیر
اظہار اور بلا بیان اس علم کی راہ معرفت مسدود ہونے لگی تو سب سے اول پیشوائے
عارفان حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے علم سینہ کو منبر پر کھڑے ہو کر بیان
کیا اور مثل کتب احادیث وغیرہ کے کتب تصوف تصنیف فرمائین۔ بعد آپکے

اکابر صوفیہ کرام نے صدہا کتب تصنیف کین اور بندگان خدا کو علم اسرار سے مشرف
فرمایا۔ اور جو کچھہ تعین اور تقرر کیا وہ عین صواب کیا کیونکہ حضرات بلا الہام حق
کوئی کام نہین کرتے تھے انکا ہر کام خطا سے محفوظ ہوتا تھا اور ہوتا ہے۔
مومن ار ینظر بنور اللہ شدی ٭ از خطا و سہو امین آمدی ٭ لوح محفوظست اورا پیشواؤ
از چہ محفوظست محفوظ از خطا ٭ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جسطرح سے حکیم علی الاطلاق
نے انبیاء علیہم السلام کو معصوم کیا ہے ویسے ہی اولیا رضی اللہ عنہم کو محفوظ۔
غور سے دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دونون لفظ قریب المعنی ہین
محض ادب کی وجہ سے انبیا علیہم السلام کو معصوم اور اولیا رضی اللہ عنہم کو محفوظ
کہا گیا ہے کیونکہ حقیقت عصمت حفاظت غیبی ہے یعنی اللہ تعالے جلشانہ حضرات
انبیاء علیہم السلام کو اقوال اور افعال اور عبادات اور عادات اور معاملات
اور مقامات اور اخلاق اور احوال وغیرہ ہر حرکات اور سکنات ظاہری اور
باطنی مین مداخلت نفس اور شیطان اور خطا اور نسیان سے بقدرت کاملہ
خود محفوظ رکھتا ہے۔ اور نیز ملایکہ حافظین کو ان حضرات علیہم السلام کی حفاظت
کے واسطے مقرر فرماتا ہے۔ اور اگر کوئی فعل انحضرات سے صادر ہو بھی جاتا
ہے تو حافظ حقیقی انکو فوراً آگاہ فرماتا ہے اور عصمت غیبی بہر حال انحضرات کو
راہ راست پر لاتی ہے۔ اسیکو عصمت کہتے ہین پس یہہ ہی حفاظت جو انبیاء
علیہم السلام سے علاقہ رکھتی ہے اسکو عصمت کہتے ہین اور اگر یہہ ہی کسی دوسرے
کامل سے تعلق رکھتی ہے تو اوسکو حفظ کہتے ہین۔ علاوہ اسکے جسطرح سے
اللہ تعالے جلشانہ نے انبیا علیہم السلام کو الہام سے برگزیدہ فرمایا ویسے ہی اولیا
رضی اللہ عنہم کو بھی الہام سے مشرف فرماتا ہے مگر بطریق ادب انبیا علیہم السلام
کے الہام کو وحی کہتے ہین اور اولیا رضی اللہ عنہم کے الہام کو الہام اور تحدیث

لکھتے ہین۔ اسکی تفصیل دراز ہے ضرورت تصریح کی نہین اصول یہہ ہے کہ جن
کمالات سے اللہ تعالے جلشانہ نے اپنے انبیا علیہم السلام کو برگزیدہ فرمایا ہے
اور جنکے ذریعہ سے وہ بندگان خدا کو واصل بخدا فرماتے تھے ویسے ہی اولیاء
کاملین کو جنکو مقام خلافت اور نیابت حاصل ہوتا ہے اونہین کمالات نبوت سے
مشرف فرماتا ہے۔ پس انہی کمالات نبوت کے ذریعہ سے یا تباع نبی صلی اللہ علیہ
وسلم ہدایت خلق کے واسطے بالہام حق ماموراور ماذون ہوتے رہتے ہین۔ اور
بحالت ماموریت یہہ حضرات جو نیا کام حسب ضرورت وقت بالہام حق یا باشارہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا ملکہ علمی کے ذریعہ سے ایجاد کرتے ہین وہ عین شریعت
ہوتا ہے۔ اور یہہ مین اوپر ظاہر کر آیا ہون کہ گویا وہ کام انہی حضرات کی ذات پر
منحصر تہا جیسے حقیقت نماز وغیرہ کا اظہار کرنا۔ پس اب کماحقہ ثابت ہوگیا کہ بعد
تشریف بری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے لیکر اسوقت
تک اور تا زمانہ تشریف آوری مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے جسقدر
نئے احکامات اور جدید تعینات اور تقررات ظہور مین آئے ہین اور آوینگے۔ اگرچہ
کتاب اور سنت مین اونکی تصریح نہو محض خلیفہ اور نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ہی کی رائے سے مقرر ہوئے ہون وہ سب داخل شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
ہین۔ اس قسم کے تعینات اور تقررات کا منکر منکر شریعت ہے۔ اگر ان سرداران
دین کے اقوال اور افعال داخل شریعت نہوتے تو اللہ تعالے جلشانہ اور شارع
علیہ السلام اونکی اطاعت کا حکم نفرماتے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
مین نکتہ یہہ ہے۔ کہ احکامات شریعت کو اللہ تعالے نے اپنی کتاب متین مین اصولاً
بیان فرمایا اور اونہی احکامات کے فروعات اپنے نبی صاحب لولاک صلی اللہ علیہ
وسلم کی معرفت تصریح فرمائی اور اونہی احکامات کے حقیقت کو حسب ضرورت وقت

اپنے خلیفہ اور نائب رسول کے ذریعہ سے اوسیوقت جسوقت کے واسطے اپنے علم
مین اونکا اظہار مقرر فرمایا تھا اظہار فرمایا پس بموجب قول مولوی اسمٰعیل صاحب
دہلوی جسکا حوالہ ہین اوپر دے آیا ہون شریعت نام ہے کتاب اللہ اور سنت رسول
اللہ اور احکام خلیفۃ اللہ کا۔ بس مردود ہوگئے تمام اقوال اون لوگون کے جنکے نزدیک
بدعت ضلالت کسیوقت خاص کے ساتھہ متعلق ہے۔ بدعت کی نسبت بعض کا
قول ہے کہ جو افعال اور تعینات بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے ہین وہ کل
بدعت ضلالت ہین بعض کہتے ہین کہ بعد قرون ثلثہ جو کام ایجاد ہوے ہین وہ
بدعت مین داخل ہین ایسے ہی انہین لوگون کے اور بہی اقوال ہین۔ جنکا ماحصل
یہہ ہے کہ بدعت ضلالت کو وقت کے ساتھہ مقید کیا ہے۔ حالانکہ اس تحریر سے
کماحقہ ظاہر ہوگیا کہ تا قیامت یہہ سلسلہ جاری رہے گا۔ ان لوگونکے تمام اقوال
کو دیکھکر یہہ بات عقل مین آتی ہے کہ فی الحقیقت یہہ لوگ بدعت ضلالت کے معنی
ہی نہین سمجھے حالانکہ خود شارحین کلام علیہ السلام نے بدعت ضلالت کے تشریح
فرمادی ہے کہ بدعت ضلالت وہ ہے جو مزاحم کسی سنت کی ہو مگر پہر بہی ہرنئے کام
کو بدعت ضلالت ہی کہے جاتے ہین۔ فی نفسہ بدعت ضلالت مین وہی نئے کام داخل
ہین جو داخل شریعت نہین۔ اور داخل شریعت وہ ہی افعال نہین ہین جو مخالف
شریعت نے ایجاد کئے ہین۔ جیسے معتزلہ و جبریہ اور قدریہ وغیرہ کے ایجادی افعال
علی ہذا تا قیامت جو نیا کام کوئی مخالف شریعت ایجاد کرے گا وہ بدعت ضلالت
مین داخل ہوگا۔ اور جو افعال جان نثاران شریعت ایجاد کرینگے عین شریعت ہونگے
علاوہ افعال معتزلہ وغیرہ کے فی زمانا اور بہی بہت سے ایسے نئے کام مخالفان
شریعت نے ایجاد کئے ہین جو بدعت ضلالت مین داخل ہین۔ جیسے دنیوی امور اور
مین عقد نکاح کے وقت حسب رواج خاندان برادری اور یار دوستون کو کہانا

کہلانا اور دعوت ولیمہ کو ترک کرنا۔ بچونکے پیدا ہونے مین بجائے عقیقہ کے چھٹی وغیرہ کرنا اور عقیقہ کو چھوڑنا اسیطرح سے اور بہت سے امور ہین بیشک یہہ تمام امورات مزاحم سنت ہین انسے بچنا چاہیئے۔ ایسے ہی عبادات مین بعض جاہل مخالف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کو فقیر بتاتے ہین اور مہندی اور مسی اور زیور وغیرہ سے مثل عورات اپنے کو آراستہ کر کے عبادت کرتے ہین یہہ سب بدعت ضلالت ہے۔ اور مزاحم سنت ہے ایسے ہی بعض علما تعلیم منطق وغیرہ کی اجرت لیتے۔ اور ایسے ہی بعض حافظ قرآن قرآن خوانی کی اجرت لیتے ہین چنانچہ فی زمانہ یہہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے اللہ تعالے بچاوے اس قسم کے افعال بیشک بدعت ضلالت مین داخل ہین باقی وہ افعال جنکے موجد خلیفۃ اللہ اور نایبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین عین شریعت ہین۔ اونکو بدعت ضلالت کہنا بے ایمانی مین داخل ہے۔ جیسے فی زمانہ بعض ذی علم جاہل بوجہ عدم واقفیت رمز اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کے اور یہہ باعث محرومی ذایقہ مزاحب شیٔ اوکثر ذکرہ کے محفل میلاد کو جسکو صاحبان حکمت نے یعنی اون لوگون نے جو انقلاب زمانہ اور استعداد اہل زمانہ کی کیفیت سے بہ تعلیم غیبی آگاہ تھے ایجاد کیا ہے بدعت ضلالت کہتے ہین اور دلیل یہہ پیش کرتے ہین کہ محفل میلاد زمانہ پاک صاحب لولاک اور وقت صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین نہین تھے اسلئے بدعت ضلالت مین داخل ہے یہہ دلیل ان لوگون کی اسیوجہ سے ذلیل ہے کہ انکو کنایتًا اوس خیر اور برکت سے انکار ہے جو زمانہ خاص صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم مین محیط عالم تھے جسکی وجہ سے سوائے شقیان ازلی کے تمام جن و انس اور جمادات اور نباتات اور حیوانات سیراب اور مالا مال تھے صاحبان کمال یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کا تو ذکر ہی کیا ہے ان حضرات کا تو اسی زمانہ کامل کے واسطے ساتھہ

استعداد کامل کے ظہور فرمانا موعود اور مقرر کیا گیا تہا۔ جیسے حاکم زمانہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور زمانہ کامل تہا ویسے ہی اہل زمانہ رضی اللہ عنہم کامل الاستعداد تہے
جسطور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اقدس تعلیم ظاہری اور توجہ باطنی
کا اثر کامل تر تہا ویسے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کی قابلیت قبولیت عالی تر تہی ان حضرات
رضی اللہ عنہم کو کوئی ضرورت اس قسم کے وسایل کی جو وسیلہ محبت ہوتے نہین
تہے اونکو وصال صحبت محبوب اور وصل ذات محبوب ہردم حاصل تہا اور یہہ
امر مسلم ہے کہ جس شخص کو وصال اور وصل معشوق حاصل ہو اوسکو وسیلہ وصال
معشوق کی تلاش کرنا گویا وصال معشوق سے محروم ہونا ہے۔ پس صحابہ رضی اللہ
عنہم یا اونکے صحبت یافتہ کو کیا ضرورت تہی کہ وہ وسیلہ وصال کی تلاش کرتے اگر
یہہ لوگ قرون ثلثہ کی خیر اور برکت اور اہل قرون ثلثہ کی استعداد کامل اور زمانہ
مابعد کے نقص اور اہل زمانہ کی ناقص استعداد سے جسکی تکمیل بغیر وسیلہ ناممکن تہی
پورے پورے اگاہ ہوتے تو محفل میلاد کو جو وسیلہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہے اور جسکو آگاہ لوگون نے نہ آگاہی تمام ایجاد کیا ہے ہرگز بدعت ضلالت
نہ کہتے۔ محفل میلاد کو تمام دنیا کے علماء حقانی مستحسن ثابت کرتے رہے ہین مجہکو ضرورت
نہین کہ ایسے فعل کے واسطے دلیل استحسان پیش کرون جو اظہر من الشمس ہے
آفتاب آمد دلیل آفتاب ؎ گر دلیلت باید از وے رو متاب ؎ مگر ہان اسقدر
عرض کرتا ہون کہ یہہ محفل کس غرض سے ایجاد کی گئی ہے۔
اصل حال یہہ ہے کہ بموجب ارشاد ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کے
حصول محبت محبوب حقیقی منحصر کیا گیا ہے تابعداری محبوب کی محبوب صلی اللہ علیہ
وسلم پر اور تابعداری کا حاصل ہونا منحصر ہے اوپر محبت متبوع کے اور محبت کے
حصول کا بیان ورانہ ہے محبت کا حاصل ہونا مختلف طور پر بیان کیا گیا ہے

اوسکے تشریح کی ضرورت نہین جسکو جسطرح سے حاصل ہو جاوے مگر اوسکی
ترقی کا ہونا ترقی ذکر محبوب پر منحصر رہا ہے چنانچہ من احب شیٔا اکثر ذکرہ کا اشارہ
اسیطرف کو ہے اور خود خدائے پاک نے اپنے کلام پاک مین اپنے ذکر کا
حکم لفظ کثیر کے ساتھہ فرمایا ہے۔ اب رہی کیفیت طریقون ذکر کی اوسکا حال
یہہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ذکر کی زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم مین ضرورت نہین تھی کیونکہ اونکو بجہ ذکر یعنی دیدار مذکور حاصل تھا بعد
تشریف بری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیشک صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے جمال ظاہری اور کمال باطنی کا ذکر جمع ہو کر کرنا شروع کیا بلکہ بعض
عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ حال تھا کہ حضور کا ذکر سنتے ہی بیہوش
ہو جاتے تھے اور بے دم ہو کر خاک پر گر پڑتے تھے پس ہر زمانہ کے حاکم یعنی نائب
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجالس ذکر کی ترتیب حسب ضرورت وقت و استعداد
اہل وقت کے فرمائی کتب سیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ ایسا
گذرا ہے کہ کامل الزمانہ لوگ اپنے اہل زمانہ کو جمع کر کے مجمع عام مین احادیث
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا کرتے تھے اور اونکے اہل زمانہ اوسی مجلس
کے ذریعہ سے محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف اور مالا مال ہوتے
تھے ایک عرصہ تک محدثین نے نورانیت احادیث سے عالم کو منور رکھا جب
لوگونکی استعدادین ضعیف ہوتے دیکھین تو بوجہ ضرورت وقت اور کیفیت اہل
وقت کے سنہ ۶۰۴ ہجری مین محفل میلاد ایجاد ہوئی - اور اس ایجاد کے مستحسن
ہونے پر بسبب ضرورت وقت علماء وقت اور فضلائے زمانہ نے اجماع کیا۔
چونکہ وہ کامل الزمانہ اور عاشقان رسول اور وارثان نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تھے اسلیئے اونکے اجماع نے وہ کامل اثر ظاہر کیا کہ اس محفل کی عظمت ہر خاص

وعام کے دلمین نقش کالحجر ہو گئے۔ یہانتک کہ صاحبان باطن نے بچشم باطن اس محفل کو انوار باطنی سے معمور دیکھہ کر اسکا انعقاد لازمی سمجھا۔ اور اس محفل کو باعث حصول درجات پایا بعض اکابرین سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس محفل کے انعقاد کی نسبت ارشاد فرمایا یہہ تمام حالات کتب دینیہ مین موجود ہین جسکا دل چاہے دیکھلے۔ پس یہہ محفل محض اسوجہ سے ایجاد کی گئی ہے۔ کہ اسکو نابیان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وسیلہ وصال اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ الہام غیبی پایا ہے۔ اسلئے یہہ محفل میلاد بہی اوسی قسم کی ایجاد مین داخل ہے کہ جو خلیفۃ اللہ اور نایب رسول اللہ نے کیا ہے جسکی تشریح مین اوپر کر آیا ہون اسواسطے اسکا منکر بہی منکر شریعت ہے۔ اب رہا معاملہ قیام کا یہہ ایک اسرار کی بات ہے اصول اسکا یہہ ہے کہ بانیان محفل میلاد کو جو کہ عارف باللہ تہے محفل میلاد مین نزول رحمت خاص منکشف ہوتا تہا اور وہ اوسکے عظمت کے مقابلہ مین بیٹہا رہنا بے ادبی سمجہکر تعظیماً کہڑے ہو جاتے تہے جو آجتک رایج ہے چونکہ یہہ فعل صاحبان حال کا تہا اسلئے اسکی مقبولیت اس درجہ کو پہونچی کہ اسپر علمائے ہر زمانہ کا اتفاق اور اجماع قایم ہو گیا چنانچہ اسوقت بہی خیر البلاد حرمین شریفین مین قیام ہوتا ہے اور وہانکے علما اور صلحا کا اسکے مستحسن ہونے پر اجماع ہے۔ بس عوام مومنین کے واسطے علمائے اور صلحائے حرمین شریفین کا اجماع کافی ہے۔ باقی بعض علمار ہند کا جنکا حال تباہ کہ قیام کو شرک اور کفر کہنا اونکے حال کا گواہ ہے کیونکہ نہ کپڑا حلال کا ہے نہ لقمہ حلال کا ہے نہ گہر حلال کا ہے نہ نوکری حلال کی ہے۔ پہر جب یہہ حال ہے تو اونکے قول وفعل پر عمل کرنا کیونکر حلال ہوگا۔ لایق عمل اوسی دیار کے علما اور صلحا کا قول ہے کہ جس دیار کو اللہ تعالے نے محفوظ رکہا ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ مدینہ منورہ کے دونون راستون پر دو

فرشتے مقرر رہین کہ وہ نگہبانی کرتے ہین - اور دوسری حدیث مین یون وارد ہوا ہے
کہ مدینہ منورہ کی یہہ خاصیت ہے کہ پلیدی اور چرکیت کو ایسا پاک کرتا ہے جیسے آہنگر
کی دہوکنی چرک آہن کو صاف کرتی ہے یعنی مدینہ پاک پلیدی گناہونکو ایسے صاف
کرتا ہے جیسے دہوکنی لوہے کے میل کو تمام علما کا اسپر اجماع اور اتفاق ہے کہ تمام
شہرون سے افضل مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہین - اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ
مذہب ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ کی زمین کو پاک نہ کہے اور یا وہانکی آب وہوا کو ناخوش
کہے وہ شخص واجب التعزیر ہے اور اوسکو قید کرنا چاہیے اوسوقت تک کہ جب تک
وہ توبہ کرے - اب دیکہنا چاہیے کہ کیا حال ہوگا اون علما کا جو ہند مین بیٹہہ کر سود
کے چندہ کے روپیہ سے علم تحصیل کر کے علما حرمین شریفین کی نسبت الفاظ ناملایم
کہتے ہین - اور اپنے علم کو علم دین کہتے ہین - انشاء اللہ تعالے کسی اور موقع پر اسکی
تشریح کامل کرونگا کہ علماء ہند کے بمقابلہ علمائے حرمین شریفین کی کیا حالت ہی -

اب چند کلمہ مسئلہ کذب باری عزاسمہ عرض کرتا ہون -

مسئلہ کذب باری کا موجد فرقہ ناری معتزلہ ہے - چونکہ یہہ زمانہ زمانہ فساد کی تکمیل کا زمانہ
ہے اسواسطے علماء زمانہ حسب استعداد خود تاثیر زمانہ بعض اون مسائل کو بہی رونق
دینا اور زندہ کرنا چاہتے ہین جنکو اون فسادی علماء نے جو زمانہ فساد کے ابتدائی
وقت کے علماء وقت تہے ایجاد کیا تہا اور جنکو علماء ربانی نے ایک دم مین رد اور
مردود کر دیا تہا - امت مرحومہ مین یہہ بہی ضرور ہوتا رہا ہے کہ ہر زمانہ مین دس
پانچ ذیعلم جاہل جمع ہو کر آیات قرآنی کے معنی حسب خواہش اپنے گروہ کے ایک
نئے فرقہ کے موجد ہوتے رہے ہین مگر بفضلہ تعالے ہمیشہ بمقابلہ علماء حقانی کے
نیچا ہی دیکہتے رہے ہین - اور طرہ یہہ کہ جو تازہ فرقہ خروج کرتا ہے وہ اپنے کو محمدی
ہی کہتا ہے اور جو کچہ عرصہ تک اوس فرقہ ناری کو قیام ہوتا ہے تو اوس محمدیت

ہے کی آڑ مین ہوتا ہے اگر اس اسم پاک کی آڑ نہ پکڑین تو ایک پل بھی قیام نہو سبحان اللہ یہہ شان رحمت العالمینی کی ہے یہہ مقام جان نثاران حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کامل اطمینان کا ہے۔ جب فرقہائے مخالف اسم پاک کے پردہ مین اپنی مطلب برآری کرتے ہین تو عاشقان جانباز مقاصد دلی پر کیونکر کامیاب نہونگے **شعر** نام احمد چون چنین یاری کند٭ تا کہ نورش چون مددگاری کند٭ نام احمد چون حصارے شد حصین٭ تا چہ باشد ذات آن روح الامین٭ غرضکہ امت مرحومہ لیکن زمانہ فساد کے ابتدا سے اسوقت تک کہ اوسکی انتہا کا وقت ہے موافق اور مخالف ہوتے چلے آئے ہین۔ اور اس مخالفت اور موافقت کا باعث علم ہی ہوتا رہا ہی سبحان اللہ علم ہی انسان کو درجہ انسانی سے گرا کر حیوانیت تک پہونچادیتا ہے اور علم ہی حیوانات کو درجہ انسانی تک اور انسان کو درجہ ملکی تک اور کامل الانسان کو خدا جانے کہانتک پہونچادیتا ہے۔ اسکی تفصیل دراز ہے مجمل یہہ ہے کہ جو شخص علم کو اللہ واسطے سیکھتا اور سکھاتا ہے علماء حقانی کا درجہ پاتا ہے اور جو علم کو آلہ دنیا طلبی بناتا ہے وہ اپنے زمانہ مین بدترین زمانہ ہوتا ہے اور سب سے اول اس قسم کے عالم کے دل مین مرض بے قیدی پیدا ہوتا ہے یعنی ایسی خودی سماتی ہے کہ خود کو ایک عالم کا مقتدائے بنانا چاہتا ہے یہہ ہی وجہ ہوتی ہے کہ ان مقتدائے دین کی پیروی اور تقلید سے انکار کرتا ہے جنکے مقتدائے ہونے پر سواد اعظم کا اتفاق ہوتا ہے۔ کیونکہ جب تک اون پیشوایان دین کے اقوال اور افعال مین جنکی پیروی مین لاکھون اہل اسلام ہون نکتہ چینی اور اعتراض نہین کریگا کوئی اوسکو جانیگا بھی نہین زمانہ حال مین اکثر حضرات کا یہہ ہی حال ہے کہ کوئی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر نکتہ چینی کرتا ہے کوئی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض جماتا ہے یہہ علماء ظاہر کا حال ہے درویشون مین سے کوئی واسطہ نبوت کو اوڑاکر ذات کا

طالب بننا چاہتا ہے کوئی بلا پیر اور اوستاد کے ذات ہی کو اوستاد بتاتا ہے پیر جی
خلیل الرحمن صاحب سرساوی حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ
علیہ کی ولایت اور کرامت پر جسکی صداقت کیواسطے اجماع امت موجود ہے اعتراض
جمادئے یہہ کل خرابیان محض مرض خود بینی ہی کی وجہ سے محیط عالم ہین۔ نفس تقاضا
کرتا ہے کہ شہرت ہو اگر اس شہرت کا حال ان لوگو نپر کہل جاوے تو فوراً ہی
تائب ہو جاوین مگر کیونکر کہل سکتا ہے العلم حجاب الاکبر دامن گیر ہے۔ اس
شہرت کی بجنسہ ایسی ہی کیفیت ہے کہ جیسے بروقت نزول آیہ پاک فاذکرونی
اذکرکم کی یعنی پس یاد کرتم مجھکو یاد کرونگا مین تمکو صحابہ رضی اللہ عنہم نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ فاسق فاجر بہی تو اللہ تعالےٰ کو یاد
کرتے ہین کیا اللہ تعالےٰ اونکو بہی یاد کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ بیشک اونکو بہی یاد کرتا ہے مگر متقیونکو ساتہہ رحمت کے یاد کرتا ہے اور
فاسقون کو ساتہہ لعنت کے یاد کرتا ہے۔ پس ایسے ہی اون حضرات کی شہرت کا حال
ہے جو پیشوایان دین کا مقابلہ کرکے شہرت حاصل کرتے ہین بلکہ اونکی شہرت ہی
اونکے واسطے باعث ذلت ہو جاتی ہے مصرعہ ٹہونکرین کہائے نہ کیون جو کوئے
جاناں چہوڑ دے ہا آدم بر سر مطلب۔ اسپر کل اولین اور آخرین کا اتفاق ہے کہ ذات
باری اور صفات باری ازلی اور ابدی ہین۔ اور کیسی ازلی اور ابدی کہ تمام اوایل
بمقابلہ اولیت اوسکے آخر اور کل اواخر بمقابلہ آخریت اوسکے اول اس اولیت
اور آخریت کے کنہ حقیقت کی دریافت مین پاے ادراک لنگ اور ہیچ بیان اس
حقیقت کے قافیہ شعور تنگ ہے کامل علم اس درجہ کا بیخبری ہے اور نہایت
ادراک اس مقام کا عجز ہے ہر کامل حسب استعداد خود اس دریائے ناپیداکنار
مین شناوری کرتا ہے اور غوطہ لگاتا ہے مگر حد غوطہ حد ہے غوطہ لگانے والیکی

استغفراوسکے نکہ دریاے ناپیداکنار کی ۔ انچہ پیش تو بیش ازان رہ نیست ؛ غایت فہم تست اللہ نیست ؛ تعالے اللہ عن ذالک علواً کبیرا ۔ لاتفکروا فی ذات اللہ مین اسیطرف کو اشارہ ہے کہ مت تلاش کرو ذات کی کنہ حقیقت کو اور یہہ ہی وجہ ہے کہ اکابر صوفیہ رضی اللہ عنہم نے اس مرتبہ کو منقطع الوجدانی بہی کہا ہے یعنی اس مرتبہ مین تصور وجدان نہین ہے کیونکہ تصور وجدان کا تعلق مرتبہ علم سے ہے اور علم کا اثر وجدان ہے جب اس مرتبہ مین ظہور علم ہی نہین تو وجدان کیسا ۔ چونکہ لاتفکروا فی ذات اللہ کا حکم عاشقان جان نثار کے واسطے ہے لہذا تصور وجدان کا تعلق بہی عشاق ہی کی ذات سے ہے نہ ذات مطلق سے ۔ یہہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ وجدان ذات ذات کو نہین ۔ سبحان اللہ اس آفتاب درخشندہ کے مقابلہ مین وہ ہی پیاری آنکہین ٹکٹکی باندہ کر دعوی دید کر سکتی ہین جو سرمہ مازاغ سے سرگین ہوتی ہین ۔ اور سرمہ مازاغ سے وہ ہی آنکہین سرگین ہو سکتی ہین جو صاحب مازاغ البصر صلی اللہ علیہ وسلم کے پیاری راہ کو پیاری نظرون سے تلاش کرلیتے ہین ع جو جیب جاتا ہے نظرون مین اوسی پہ دہیان جاتا ہے ؛ یون تو ہر چلنے والا کسی نہ کسی راہ پر چل ہی رہا ہے اور یہہ بہی ضرور ہے کہ ایک نہ ایک روز زمانہ کے سرد و گرم کو جہیلتا ہوا اپنے مقام پر جا ہی پہونچیگا ۔ مگر وہ پیاری اور سیدہی راہ کہ جسپر اللہ کا پیارا اور کل کا سہارا ہو کر گذرا ہے اونہین کو نصیب ہوتی ہے جو ازل ہی سے ہی شیفتہ اور فریفتہ آئے ہین ۔ در دلدار حقیقی تک پہونچنے کی یہہ ہی ایک سیدہی اور قریب تر راہ ہے سوائے اس راہ کے کوئی راہ ایسی نہین کہ در دلدار تک پہونچا سکے پس راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل وسیلہ وصول بارگاہ سلطانی ہے یہی وجہ ہے کہ تمام عشاق اوس بے نیاز کے ہزارون نیاز کے ساتہہ اسی راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کرتے ہین

اور جسطرح سے ابتدا مین اس راہ پر قدم بقدم چلتے ہین اوسیطرح سے انتہا مین بھی اسی راہ کا دم بہرتے ہین۔ اگرچہ اس سفر مین درمیانی منازل ایسے ہی طے کرتے ہین کہ جنکی آب و ہوا کی شدت اور حدت کا غلبہ مغلوب کر کے دعوی سبحانی ما اعظم شانی وغیرہ کا کرا دیتا ہے۔ مگر شان معشوقی وہ شان ہے کہ ایک آن کی آن مین۔ فاتبعونی کا جلوہ دکہا کر عاشقان جان دادہ کو طوفان بلا سے نکال کر آغوش یاکے فاتبعونی مین چہپا لیتی ہے۔ فاتبعونی مین یائے تقرب واقع ہوئی ہے اس یائے تقرب سے مقربان بارگاہ ہی آگاہ ہوتے ہین اور جب وہ اپنے کو اس یائے تقرب کی آغوش مین دیکھتے ہین تو بلا تکلف یون عرض کرتے ہین کہ جیسے بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ بار خدایا جبدن تک مینے سبحانی ما اعظم شانی کہا اوسدن تک مین کافر مجوسی تہا اب زنار توڑ کر اشهد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له واشهد ان محمداً عبدہ و رسوله کہتا ہون یہہ مقام فضل ہے جسپر فضل ہوتا ہے اوسکو اس دریاے ناپیدا کنار کے طوفان سے جو سفر دیار معشوق مین پیش آیا ہے نجات دیتے ہین اور عنایت خاص سے وہ تمیز عطا کرتے ہین کہ اوسکو الف احد اور الف احمد کے اسرار سے حسب استعداد خود حصہ ملتا ہے گویا یہان پہونچکر ایمان حقیقی سے مالا مال ہوتا ہے اور جنکے واسطے یہہ منظور ہوتا ہے کہ وہ راہ مین ہی مارے جاوین وہ اسی دعوی انا الحق وغیرہ مین جان بحق ہو جاتے ہین۔ غرضکہ ایمان حقیقی جب ہے نصیب ہوتا ہے کہ جب وسیلہ کبری یعنی حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بصد ناز و کرشمہ اشارۂ فاتبعونی فرما کر اپنی آغوش مین لیتی ہے اور یہہ ہی اشارہ اشارہ ہے طرف اسکے کہ اگر ہمارے عشق کا دعوی کرتے ہو تو آؤ ہماری طرف ہمارے محبوب کے ذریعہ اور وسیلہ سے بیشک ہمکو پاؤگے اسی مقام پر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے سالکان راہ کو خبر دی ہے کہ ہر دروازہ بند ہے مگر ایک در

محمدی ہونیکے واسطے کہلا ہوا ہے۔ اور مکاشفان اسرار حقیقت نے بذریعہ دید یون ارقام
فرمایا ہے کہ کل مخلوقات کا ظہور سوا اولیا رضی اللہ عنہم اور انبیا علیہم السلام اور سید الانبیا صلی اللہ
علیہ وسلم کی صفات فعلیہ حق سے ہوا اور اولیا کا ظہور اسماء صفاتیہ حق سے ہوا اور انبیا علیہم السلام
کا ظہور اسماء ذاتی حق سے ہوا ہے مگر سید رسل صلی اللہ علیہ وسلم مین ظہور حق بالذات کا ہے۔ پس یہہ ہی وجہ
ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سردار ٹھیرے ہر دو عالم کے تمہین سردار عالم یا محمد مصطفے ٹھیرے + اور
یہہ ہی وجہ ہے کہ دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ناسخ ٹھیرا کل ادیان کا کیونکہ ہر صاحب کتاب اور ہر صاحب
شریعت کا تعلق صفات سے تہا جب بروز ذات نے بقصد کرو فر ظہور اجلال فرمایا تو تمام صفات نے اپنی
چہرہ نازنین کو پردہ حیا مین چھپایا اور اسی بروز ذات کی وجہ سے معراج محمدی صلی اللہ علیہ وسلم فوق
عرش ہوئی کیونکہ ذات کو فوقیت ہی جمیع اسماء پر اور یہہ ہی باعث ہے کہ ذات محمدی ہی صلی اللہ علیہ
وسلم واسطہ تمامی فیوض و برکات ہی اور کیون نہو جبوقت ذات بابرکات صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہزارون ناز و انداز کے ساتھہ خلوت خانہ کنت کنزاً سے اپنے مقام خاص مین ظہور اجلال فرمایا
اسکے ساتھہ ہی ظہور کے حضرت عشق موجود ہوئے اس مقام پر عشق کی ایسی مثال ہے جیسے تعشق اسم
کا ساتھہ مسمی کے اور تعشق صفت کا ساتھہ موصوف کے پس یہی کمال باعث ہوا اسکا کہ ذات
ہویت کسی کمال کا اشارہ طرف اپنی ہویت کے نہین کرتے اس اشارہ کی کیفیت سے وہ ہی لوگ
حسب استعداد آگاہ ہوتے ہین جو اشارہ فاتبعونی سے آگاہ ہوتے ہین اور وہ ہی لوگ یہہ نعرہ لگاتے
ہین کہ در دلدار تک کوئی نہین جاسکتا تاوقتیکہ دلدار کے دلدار کی دلداری نکرے اور کیونکہ
جاسکتا ہے یہی محبوب تو ہے جو درمیان عاشقان ذوالجلال اور ذات ذوالجلال کے ہزارون
جاہ و جلال کیساتھہ تخت معشوقیت پر جلوہ افروز ہی۔ یعنی اودہر ذات سے بصفت معشوقی ہمراز
اودہر عشاقان ذات کا بصفت عاشقی دمساز + اودہر اللہ سے واصل اودہر مخلوق کے شامل + خواص
اوس برزخ کبری مین تہا حرف مشدد کا + اب برزخ کبری کا حال سنئے کہ برزخ کبری کیون کہا۔ صاحبان
بصیرت نے یون لکھا ہی کہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم برزخ کبری ہی درمیان خالق اور مخلوق کے

اور اس حقیقت محمدی کی دو نظرین ہین ایک طرف اپنی باطن کے اس نظر کا تعلق ولایت مطلق سے ہی
یعنی ذات محمدی بقوت ولایت مطلق اپنی بطون سے بلا واسطہ فیض اقدس کو قبول کرتی ہے اور
دوسری نظر ذات محمدی کی طرف اپنے ظہور کی ہی اس نظر کا تعلق نبوت مطلق سے ہی یعنی ذات
محمدی بقوت نبوت مطلق اپنے ظاہر کو فیض پہونچاتے ہی اس فیض کے لینے اور دینے مین ذات محمدی
لاشریک ہی کوئی اوسکا شریک نہین۔ پس اب تمام اقوال اون لوگون کے مردود ہوگئے جنکا یہہ عقیدہ
ہے کہ ہم انسان ہین اور انسان مظہر اتم ہونے کی وجہ سے بلا واسطہ فیاض سے فیض حاصل کرتا ہی
یہ عقیدہ مردود ہے نہین معلوم یہہ کیسی پیری اور شیخوخیت ہی کہ کھلی آنکھون یعنی باوجود علم کے اون مسایل
مین غلطی کہاتے ہین جنپر جمہور علماء ربانی کا اتفاق ہی اور ناحق طالبان حق کی راہ مارتے ہین اور
نہین معلوم وہ طالبان حق کیسے طالب حق ہین کہ ایسے ناحق شناسو نکی پہندے مین پہنسکر ناحق گہر کا
ایمان بھی کہوتے ہین مین جہانتک خیال کرتا ہون درویشو نمین سے یہہ گروہ جسکا یہہ عقیدہ ہی کہ ہمکو
کسی واسطہ کی ضرورت نہین ہے نہ ہمکو کسی رہبر کی حاجت ہے نہ ہم اوستاد کی پروا کرتے ہین سب سے بدتر ہی
کیونکہ اس گروہ کو وسیلہ وصول محمدی سے بھی انکار ہی اور محبوب کے محبوب سے بھی۔ اور یہہ اظہر من الشمس ہے
کہ جسطرح محبوب محبوب ہوتا ہی اوسیطرح وسیلہ وصول محبوب بھی محبوب ہوتا ہی یہہ عجیب تماشا ہے
کہ محبوب سے تو دعوی محبت اور محبوب کے محبوب سے نفرت محبوب کی تو تلاش اور وسیلہ وصال محبوب سے انکار
لاحول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم اسمقام پر اسقدر اور بہی عرض کرتا ہون کہ وسیلہ محمدی کسی
ایک عالم کے ساتھہ مقید نہین ہے بلکہ ہر عالم مین حسب استعداد اہل عالم اور وسعت عالم کے ذات
محمدی سے باران رحمت برستا ہی عالم اجسام مین حسب استعداد عالمیان فیض رسان ہی اور عالم ارواح
مین جو کہ عالم اجسام سے وسیع ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض بہی وسیع ہے اسیطرح جسقدر
وسعت عالم ہوتی جاتی ہے اوسیقدر حضور کے فیض کی وسعت بھی بڑھتی جاتی ہی غرضکہ تمام مخلوقات
حسب استعداد خود حضور سے فیض پاتی ہے۔ خیر اب مین پہر کہتا ہون کہ ذات باری اور صفات باری
کی ازلی اور ابدی ہونے پر بلا نکیر اتفاق ہے۔ اور اسپر بہی اتفاق ہے کہ قدرت باری موجودات

اور ممکنات مین جاری اور ساری ہین نہ کہ ذات اور صفات باری مین۔ پہر نہین معلوم کہ کذب باری کے کیا معنی ہونگے اور کذب باری تحت قدرت باری کے معنی لئے جاوینگے۔ اسکے صریح معنی یہہ ہی معلوم ہوتے ہین کہ جسطرح قدرت باری گنا ہونکے کذب مین حسب استعداد اونکے جاری اور طاری ہی ویسے ہی قدرت باری ذات باری مین بہی جاری اور ساری ہے اور یہہ قطعی محال ہے یہہ کوئی بہی نہین کہہ سکتا کہ ذات مغلوب اور صفات غالب ہین۔ بس لفظ کذب باری اور کذب باری تحت قدرت باری دونون بے معنی اور دیوانونکی بڑہ ہے۔ مثلاً کوئی کہہ سکتا ہے کہ جیسے آفتاب کے اثر سے چرکین مین بد بو اور کیڑے پیدا ہوجاتے ہین ایسی ہی وہ اثر آفتاب آفتاب مین بہی بدبو اور کیڑے پیدا کرسکتا ہے نہین ہرگز نہین شعاع آفتاب بحد ذات خود پاک ہی ہے البتہ ناپاک چیزون مین اونکی استعداد کے موافق بد بو وغیرہ پیدا ہوجاتی ہی۔ باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در بوم شور خس۔ مین کہتا ہون کہ صفات ناقص مین قابلیت ہی نہین کہ ذات پاک سے اونکا انصاف ہوسکے تاریکی شب مین یہہ جرأت اور قابلیت ہی نہین کہ وہ تجلی آفتاب کے مقابلہ مین قایم رہ سکے ایسے ہی تمام صفات ناقصہ اوس قدوس کی قدوسیت کے مقابلہ مین نیست اور نابود ہین۔ چنانچہ اسکا کامل ثبوت یہہ ہی کہ اوس پاک پروردگار نے اپنی اسما مین سے اون اسماکو غیر متضادہ رکہا ہی جنکے ضد مین صفات ناقص واقع ہین اور صفات ناقص مین یہہ قابلیت نہین جو اوس قدوس کے قدوسیت کے مقابلہ مین قایم رہ سکے پس بہت سے اسما غیر متضادہ رہے جیسے قدوس یہہ اسم تقدیسی ہی اسکے ضد مین صفت ناقص واقع ہی جسکے معنی ناپاک کے ہین لہذا یہہ اسم غیر متضاد رہا اسیطرح جسقدر اسما تقدیسی ہین وہ سب غیر متضادہ ہین اور وہ ہی اسما متضادہ ہین جنکی ضد مین بہی صفات کمال واقع ہے جیسے ظاہر اور باطن محیی و ممیت وغیرہ اور اسماء کے اضداد کی کیفیت اونہین پر منکشف ہوتی ہی جو باطن کے آنکہہ سے عالم کے ہست اور نیست کو دیکھتی ہین ایک جانب موجد اور محی اور مبدی اور منعم اور مصور اور خالق کو مثل مہرویان نازنین کے علیحدہ علیحدہ تخت پر جلوہ گر دیکہتے ہین کہ کس ناز و انداز کے ساتہہ اپنے مظاہر کے ظہور

کا تقاضا کر رہے ہین اور کس سرعت کے ساتھہ اونکی خواہش کے موافق ظہور مظاہر ہو رہا ہے دوسرے
جانب معید اور ممیت اور ضار اور قہار اور قابض اور فرد اور واحد کیسی ترچھی نگاہون سے
اوس ظہور کے عدمیت اور حفاے مظاہر کا تقاضا کرتے ہین اور کس خوبی کیساتھہ ان
اضداد کی خواہش پوری ہو رہی ہے اس سیر والے پر من خلق جدید کے حقیقی معنی منکشف ہوتے
ہین اور کل یوم ہو فی شان کی واقعی شان جلوہ گر ہوتی ہے - ایک آئین مین بہ تقاضا مصور
وغیرہ کے کل یوم ہو فی شان کا تماشا کرتا ہے دوسری آئین کل من علیہا فان کا جلوہ دیکھتا
ہے - اللہ تعالے یہہ سیر سبکو نصیب فرماوے آمین برب العباد - سواے اسکے کہ ذات باری
اور صفات باری ازلی اور ابدی ہین قدرت باری انمین جاری نہین ایمان والون
کے واسطے وہ تعلیم کافی ہے کہ جو اللہ تعالے نے اپنے اسمار کے بارہ مین فرمائی ہے یعنی وہ یہہ
فرماتا ہے وللہ الاسماء الحسنے فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ یعنی اور واسطے
اللہ کے نام ہین نیک اچھے پس پکارو اوسکو ساتھہ اونکے اور چھوڑ دو اونکو جو گمراہی کرتے ہین
بیچ نامون اوسکے کے - تو اب جبکہ وہ خود فرما چکا کہ مجھکو اونہین اسما سے یاد کرو جو مینے
خود اپنے واسطے تجویز فرمائے ہین تو پھر اب کسکو جرات ہے جو اوسکے اسما مین کوئی اسم یا صفات
مین کوئی صفات نئی اور جدید قایم کر سکے - بلکہ کل اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کا اسپر
اتفاق ہے کہ اللہ تعالے کو اونہین اسماء سے یاد کرنا چاہیے کہ جو اوسنے اپنے واسطے مقرر
فرمائے ہین جو شخص کسی دوسرے اسم سے یاد کریگا وہ مرتد ہے - اور لکھا ہے اور یہہ بھی
لکھا ہے کہ اسما کا تقرر گویا رحمت ہے بندون پر تاکہ کور باطن اپنی کوری باطن سے کوئی ایسا
اسم مقرر نکر سکے جو اوس ذات پاک کے لایق نہو - پس ایسی صفت سے اللہ پاک کو متصف
کرنا کہ جسنے اوسنے اپنے کو متصف نہین فرمایا ہے اللہ تعالے کا مدعی بننا ہے - پس لفظ
کذب باری جیسے بے معنی ہے ویسے ہی خلاف قرآن بھی ہے اللہ تعالے سبکو سچا دے آمین برب العباد

تمام شد